# THE
# SENATE OF PAKISTAN
# DEBATES

## *OFFICIAL REPORT*

Friday, the September 13, 2024
(342nd Session)
Volume VIII, No. 09
(Nos. 01-11)

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad*

Volume VIII No. 09 | SP.VIII (09)/2024 15

# Contents

1. Recitation from the Holy Quran ........ 1
2. Questions and Answers ........ 2
3. Point of Order raised by Senator Manzoor Ahmed regarding the decorum of the House ........ 28
   - Senator Samina Mumtaz Zehri ........ 29
   - Senator M. Fesal Vawda ........ 33
   - Senator Syed Shibli Faraz ........ 35
4. Pointing out of quorum ........ 36

## SENATE OF PAKISTAN
## SENATE DEBATES

Friday, the September 13, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty four minutes past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

----------------

**<u>Recitation from the Holy Quran</u>**

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ
بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا
ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ
یَتَوَكَّلُوْنَ (۲) ۚۖ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (۳) ؕ

ترجمہ: تم سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہو: یہ انفال تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہیں، پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔ سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

سورۃ الانفال (آیات 1 تا 3)

## Questions and Answers

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ Minister for Power نے اطلاع دی ہے کہ وہ بیمار ہیں۔ ان کے متعلق جتنے بھی سوالات ہیں، انہیں defer کیا جاتا ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں وفاقی وزراء کی عدم موجودگی پر سینیٹرز صاحبان نے احتجاج کرنا شروع کر دیا)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری سیکرٹریٹ کو یہ ہدایات ہیں کہ اگر ایک منسٹر صاحب کی صحت ٹھیک نہیں تو دیگر وزراء کہاں ہیں۔ ابھی وقفہ سوالات ہے۔ منسٹر صاحبان کو ہدایات جاری کریں کہ وہ ایوان میں تشریف لائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحبان کے دفاتر چیک کریں کہ وہ آئے ہیں یا نہیں۔ اگر آئے ہیں تو فوراً ایوان میں پیش ہو جائیں۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب میں نے ہدایات دے دی ہیں۔

(سینیٹر صاحبان اپنی نشستوں پر احتجاج کرتے رہے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ لوگ بیٹھ جائیں تو میں ہدایات دوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ لوگ عجیب باتیں کر رہے ہیں۔ اس دن ایوان میں چار، پانچ منسٹر صاحبان موجود تھے۔ میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب میں نے کہا کہ میں نے ہدایات دے دی ہیں۔ سیکرٹریٹ چیک کر کے بتائے گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر شہادت اعوان۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! بات یہ ہے کہ -----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبان! آپ پہلے سینیٹر شہادت اعوان کی بات تو سنیں۔ دیکھیں آپ چھ، سات لوگ کھڑے ہیں اس وجہ سے مجھے آپ لوگوں کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی ہیں۔ صرف ایک بندہ بات کرے۔ پہلے سینیٹر شہادت اعوان کو سنیں، اس کے بعد سب بات کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سب کا point آ گیا ہے۔ پہلے سینیٹر شہادت اعوان صاحب کو بات کرنے دیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! میری دوستوں سے گزارش یہ ہے کہ چونکہ آپ نے یہ کہا کہ اگر کسی وزیر صاحب کی صحت ٹھیک نہیں ہے، ذاتی وجہ ہے، اتنا بڑا ایوان ہے، جو گھمن صاحب کہہ رہے ہیں، دنیش صاحب کہہ رہے ہیں۔ جناب! ٹھیک ہے، دکھ سکھ تو ہر کسی کے ساتھ ہو سکتا ہے، بیمار تو کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ اس وجہ سے اگر کوئی آج نہیں آیا تو اس پر ہم میں سے اعتراض کوئی بھی نہیں کرے گا۔ جناب! باقی سوال شروع کریں، نذیر تارڑ صاحب ہمیشہ آپ کے سامنے موجود ہوتے ہیں۔ کل یہ ساری لائن بھری ہوئی تھی لیکن اتفاق والی بات ہے کہ اگر سوال کرنے والے دوست موجود نہیں ہوتے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی اور business ہے، جناب! میری استدعا ہے، ایک تجویز ہے کہ آپ آدھے گھنٹے کے لیے سوالات کو مؤخر کر کے ایوان کا باقی business start کر لیں، آدھے گھنٹے کے لیے سوالات کو مؤخر کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! شہادت اعوان صاحب نے جو وضاحت دی، بالکل وہ سر آنکھوں پر، چلیں ایک وزیر صاحب بیمار ہیں، بالکل ہم مان لیتے ہیں کہ ہوتا ہے لیکن اب اگر Question Hour شروع بھی کیا جائے تو دوسرے وزراء صاحبان کہاں ہیں؟ ہم کیا دیواروں سے باتیں کریں، دیواروں سے جواب لیں۔ جناب! آپ کو اپنی authority منانی پڑے گی۔ آپ نے ایک ruling دینی ہے کہ جو وزیر صاحب نہیں آئیں گے، ہاں کسی کی کوئی وجہ ہو، جیسے لغاری صاحب کی

وجہ ہے، اگر کوئی نہ آئے تو یہ ایوان اسے معطل کردے گا، آپ یہ ruling دیں۔ اگر آپ یہ ruling نہیں دیں گے، آپ کی authority challenge ہو گی اور آپ کے اس عہدے کا یہ تقاضا ہے۔ جناب! اگر آپ نے اپنے عہدے کی عزت رکھنی ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے اپنی بات کردی ہے۔

سینیٹر دنیش کمار: اس لیے میں آپ سے درخواست کررہا ہوں۔ اب مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ چلیں اویس لغاری صاحب سے متعلق سوال آپ نے defer کردیے، دوسرے سوالوں کا کون جواب دے گا؟ جناب! کون بیٹھے ہوئے ہیں، کون جواب دے گا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: حکومت کی طرف سے پارلیمانی لیڈر ہیں۔ جی عرفان صدیقی صاحب۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: میرے colleagues کا جو concern ہے، میں اس کو endorse کرتا ہوں۔ یہ ایک بجا concern ہے۔ وقفہ سوالات کا مطلب یہ ہے کہ سوالات آئیں اور اِدھر سے جوابات بھی آئیں۔ اگر سوالات موجود ہیں یا سوال کرنے والے بھی موجود ہیں، جواب دینے والا کوئی نہیں ہے تو یقیناً یہ ان کا ایک genuine concern ہے۔ ان کا مطالبہ بالکل برحق اور جائز ہے، نمبر ا۔

نمبر ۲، جناب! جو reason آپ نے بتائی ہے کہ کوئی وزیر صاحب، جن کے بیشتر سوالات لگے ہوئے ہیں، وہ کسی وجہ سے بیمار ہیں۔ ہمارے بہت سے سینیٹرز۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: جناب! سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محسن عزیز صاحب! ان کو بات تو کرنے دیں۔

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: کل ہم نے بڑے اچھے ماحول میں باتیں سنی ہیں۔ میں یہ عرض کررہا ہوں کہ شہادت اعوان صاحب نے جو تجویز دی ہے، اگر آدھے گھنٹے کے لیے وقفہ سوالات کو معطل کرتے ہوئے باقی business کریں۔ اگر آدھے گھنٹے کے دوران بھی وزراء نہیں آتے تو پھر جو بھی action یا جو بھی ruling آپ دیتے ہیں وہ ٹھیک ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم لوگ consensus بنارہے ہیں نا۔ جی شبلی فراز صاحب۔

سینیٹر سید شبلی فراز (قائد حزب اختلاف) : جناب چیئرمین ! یہ ایک وتیرہ بن گیا ہے کہ وزراء صاحبان نہیں آتے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی نظر میں اس ایوان کی کتنی اہمیت ہے اور یہ وہی حکومت ہے کل ہی انہوں نے کہا، بالکل صدیقی صاحب نے کہا کہ اچھی باتیں ہوئیں لیکن attack دوبارہ ہوا، پاکستان پیپلز پارٹی کی پارلیمانی لیڈر نے زہر آلود باتیں کیں۔ اس لیے یہ ہمیں نہ کہیں کہ یہاں پر بڑے اچھے طریقے سے بات ہوئی۔ یہاں پر جو بھی ہوا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حکومت کو پارلیمان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر آپ یہ بھی دیکھ لیں کہ جو واقعہ 9 ستمبر کا ہوا ہے، اس میں وزیراعظم صاحب کدھر تھے؟ آج تک، اس وقت تک وزیراعظم کی طرف سے کوئی بیان نہیں آیا۔ انہوں نے اپنی colleagues کے ساتھ کوئی اظہار یک جہتی نہیں کی، اسی House کے ساتھ جس کی وجہ سے وزیراعظم کے عہدے پر ان کو بٹھادیا گیا ہے۔ یہ تو یہی ظاہر کرتا ہے کہ آپ لوگوں کو پارلیمان سے دلچسپی ہی نہیں ہے، ادھر آتے ہیں تو جلدی جلدی میں قانون pass کردو بغیر دیکھے، بغیر پڑھے۔ ہم اس کا حصہ نہیں بنیں گے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اگر آپ نے اس ایوان کو serious لینا ہے، کوئی بھی چیز important نہیں ہے، important یہ ایوان تب بنے گا جب حکومت وقت اسے importance دے گی۔ عجیب بات ہے کہ کوئی بھی وزیر موجود نہیں ہے۔ گیارہ بجنے والے ہیں اور ابھی تک اس قسم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اس طریقے کو discourage کرنا چاہیے۔ ہر وہ وزیر جس نے جواب دینا ہے، اس کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے۔ اگر وہ موجود نہیں ہوں گے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کو پارلیمان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر پرواہ نہیں تو پھر آپ ان تمام چیزوں کو بند کردیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سعدیہ عباسی صاحبہ ! آپ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں؟

سینیٹر سعدیہ عباسی: جی وہ وزیر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر پٹرولیم، محترم مصدق ملک صاحب ایوان میں تشریف لے آئے۔ ہم نے آپ کو کہا تھا کہ آپ پانچ منٹ صبر سے کام لیں۔ ہم نے آفس میں ان سے رابطہ کیا تو وہ آگئے۔ ان شاء اللہ باقی بھی آئیں گے۔ سوال نمبر ۱۱۷، سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے قائد حزب اختلاف صاحب نے بات کی ہے۔ جی کامران مرتضٰی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! ہمارے صوبے میں خواتین کااحترام زیادہ ہے، پہلے یہ خاتون بات کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی فوزیہ ارشد صاحبہ۔

سینیٹر فوزیہ ارشد: کامران بھائی! بہت شکریہ۔ جناب! آپ سے میرا بڑا گلہ ہے، ہمیشہ، جب بھی میں کھڑی ہوتی ہوں یا ہاتھ کھڑی کرتی ہوں تو آپ کبھی مجھے موقع نہیں دیتےاور جب موقع دیتے ہیں تو تین چار ہی اراکین اس ایوان میں بیٹھے ہوتے ہیں۔آپ نے ابھی فرمایاکہ کل ہم بڑے lucky تھے کہ یہاں پر چار، پانچ وزراء بیٹھے تھے۔ ہم lucky نہیں تھے، it is the duty. It is the duty, they have to be here. They are not doing any favour but coming here. So what is this? مصدق صاحب بیس منٹ بعد ابھی تشریف لے کرآئے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ ہم یہاں آئے ہیں وقت ضائع کرنے کے لیے، ہم یہاں پر بیٹھے رہیں۔ This is uncalled for. جو business ہے،آپ کو اسے دیکھ کر کرناچاہیے۔ اگر یہ لوگ نہیں آتے تو آپ کو چاہیے تھاکہ سوالات کو مؤخر کرتے جب سب نہ آئیں، جن جن کے سوالات ہیں، جو متعلقہ وزراء ہیں، they should have been here, before us.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کامران مرتضٰی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: میراسوال شاید آپ نے defer کردیا۔ میرا سوال IPPs کے حوالے سے ہے۔ یہ ایک طرف توکہتے ہیں کہ بجلی زیادہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کاوہ سوال defer ہوچکاہے کیونکہ وہ کسی اور وزیر سے متعلق تھا۔ سوال نمبر۱۱۷ پرآجائیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: سوال نمبر۱۱۶۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، Question No. 116 defer ہوچکاہے۔ سوال نمبر۱۱۷پرآجائیں۔

*Question No. 117 **Senator Kamran Murtaza:** Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Sui Gas pipeline in Chak Jalal- ud- Din, Girja Road UC No. 89, District Rawalpindi have been replaced with that of plastic pipelines, if so, the details and reasons thereof indicating also the name and details of the contractor who carried out the work and the expenditure incurred on the same; and

(b) whether it also a fact that the said contractor laid a 4 inches diameter pipelines in most of the streets in that UC but in street 29, 1.25 inches diameter pipeline was laid, if so, the reasons thereof indicating also the time by which gas pipeline of same diameter will be laid in all streets of the Union Council

**Senator Musadik Masood Malik:** (a) As per SNGPL yes, it is fact that Sui gas pipelines have been replaced in Chak Jalal-ud¬Din, Girja Road Rawalpindi with Polyethylene (PE) network. The network was laid as per approved drawing to replace old corroded lines under System Rehabilitation Programme Fiscal year 2023-24 as per following details:

**Network:**

4” dia. x 1.28 Kms

2” dia. x 4.91 Kms

1’ dia. x 23.11 Kms

**Total Project Cost** = Rs. 61 million

**Contractors Names:•**

- Taj & Sons
- Rahim Jan & Co
- Zeeshan Corporation
- Yaqoob Jan & Sons
- Zeeshan & Brothers
- Pervaiz Brothers

(b) 1.28 Kms of 4” dia line has been replaced in the UC as per approved design drawing. As per policy of system rehabilitation programme, old corroded lines are replaced with new lines of same diameter. Also 1.25” is replaced in street No. 29 along with other streets as per approved drawing, as per information provided by SNGPL.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! یہ سوال ضلع راولپنڈی میں سوئی گیس کے حوالے سے ہے۔ تو اس میں کوئی assurance چاہیے ہوگی، مصدق ملک صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اگر کوئی assurance دے دیں اس حوالے سے کہ کب تک یہ کام ہو جائے گا تو میرا خیال ہے یہ disposal ہو جائے گی۔ پائپ لائن بچ گئے ہوئے ہیں، باقی کچھ کام ہو گیا، کچھ رہ گیا ہے اور unnecessary delay ہو رہا ہے۔ کسی دوست نے مجھ سے یہ سوال کروایا ہوگا، اگر اس میں assurance مل جائے گی تو میرا خیال ہے کہ ان کا کام ہو جائے گا، ملک صاحب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر مصدق ملک صاحب۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک (وفاقی وزیر برائے پٹرولیم): جناب! پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں ادھر exact time پر آگیا تھا اور اس کے بعد مجھے یہ بتایا گیا کہ آپ کے سوالات جو ہیں، وہ power sector کے سوالات کے بعد ہیں، اس لیے میں نیچے اپنے دفتر میں چلا گیا تھا۔ میں معذرت چاہتا ہوں، آپ نے power sector کے تمام سوالات کو defer کر دیا آج، اس وجہ سے جو میری understanding تھی کیونکہ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ آج power sector کے سوالات کو defer کر دیں گے، علالت کی وجہ سے rightfully لیکن آپ نے جو sequence لگایا ہوا تھا اور اس sequence کے مطابق میں نے حاضر ہونا تھا so I was present اور میں بالکل تیار تھا حاضر ہونے کے لیے لیکن پھر بھی میری علالت کی وجہ سے وہ سوالات defer ہوئے ہیں تو I am apologised to the House but as soon as مجھے یہ پتہ چلا کہ آپ نے وہ defer کر دیے ہیں تو میں House میں فوری طور پر واپس آگیا تھا۔ میں یہاں وقت پر آ چکا تھا۔ مگر بہر حال اس confusion کے لیے میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب! یہ دو قسم کے سوال ہیں، وہ یہ ہے کہ آپ نے جو specific سوال کیا ہے، جو آپ نے اس book میں بھیجا ہے وہ یہ ہے کہ یہ steel کی کچھ pipes ہیں، اگر یہ سوال نمبر 117 ہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی 117 ہی ہے۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: تو سوال آپ نے یہ پوچھا ہے کہ آپ نے steel کی جگہ پر PE کی، یہاں پر تو plastic لکھا ہے مگر وہ PE ہے، PE کی pipelines کیا ڈالی ہیں تو جناب! ڈالی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں ہمارا جو پرانا infrastructure بچھا ہوا ہے، اس میں sewerage, water pipelines and gas pipelines یہ سب infrastructure میں تقریباً اکٹھی جاتی ہیں اور ہماری جو leakage ہوتی ہے sewerage میں سے اور پانی میں سے، اس کی وجہ سے steel pipelines corrode کر جاتی ہیں اور اس corrosion کی وجہ سے UFG بڑھ جاتی ہے۔ تو ابھی جہاں جہاں پر ہمیں corrosion نظر آ رہی ہے اور جہاں پر feasible ہے جہاں پر feasible

نہیں وہاں پر steel لگاتے ہیں مگر جہاں پر feasible ہے وہاں پر PE کی pipelines ڈالی جاتی ہیں، ان کی corrosion نہیں ہوتی، ان کی cost بھی steel pipelines کی cost سے کم ہوتی ہے اور ان کی life جو ہے وہ لمبی ہوتی ہے its longer than the life of the steel infrastructure اس وجہ سے یہ ڈالی جاتی ہیں۔

دوسرا سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ آپ نے خاص ایک گلی کے اندر سوا انچ کی پائپ لائن ڈالی ہے جبکہ باقی گلیوں کے اندر دو انچ اور چار انچ کی پائپ لائنز ڈالی ہوئی ہیں، یہ درست ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہم بڑی پائپ لائنز کے ذریعے گیس کو لے کر آتے ہیں ایک ضلع میں، ایک علاقے کے اندر، پھر جیسے جیسے جس جس جگہ پر جتنی utilization ہوتی ہے اس کے مطابق پائپ لائن کی width کو change کرتے جاتے ہیں، یہ width اس وجہ سے بھی مختلف رکھتے ہیں تاکہ جو pressure ہے وہ maintain رہے۔ اگر ایک جگہ پر consumption تھوڑی ہے، وہاں پر آپ بڑی پائپ لائن اگر بچھا دیں تو وہاں پر pressure drop ہو جائے گا۔ اس وجہ سے جتنی جس گلی کے اندر، جس محلے کے اندر، جس ٹاؤن کے اندر ضرورت ہوتی ہے اس کے مطابق سے باقاعدہ engineering design کیا جاتا ہے اور اس engineering design کے مطابق مختلف گلیوں میں، مختلف محلوں میں، مختلف علاقوں، میں، مختلف width کی پائپ لائنز ڈالی جاتی ہیں۔ تو جس جگہ کا آپ نے سوال پوچھا ہے سینیٹر صاحب وہاں پر ایک سوا انچ کی پائپ لائن ہے کیونکہ وہاں پر جو energy consumption ہے اس کے مطابق یہ پائپ لائن ڈالی گئی ہے۔

یہ کام تقریباً 61 million rupees کے expenditures سے مکمل ہو چکا ہے اور یہ میں نے contractors کے نام آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔ Floor پر میں آپ سے معزز ممبران سے assurance کے لیے چونکہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ کام مکمل ہو گیا، اب assurance اگر آپ commissioning کے حساب سے مانگ رہے ہیں تو مختلف ہے کہ کیا commission ہو گئی ہے، کام مکمل ہو گیا ہے، وہ مختلف ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دوبارہ آپ کے پاس اگلے Session میں اس کا جواب لے کر حاضر ہو جاؤں گا ورنہ میں سر ذاتی طور پر یہ information لے کے آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا اور آپ کو بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میرے خیال میں چیئرمین صاحب! آگے جو نیچے آپ کی ٹیم بیٹھی ہے، ان کو بظاہر پتہ ہے کہ کوئی بھی question ہوتا ہے اس کے بعد تین supplementary ہوتے ہیں۔ پہلے جو محرک ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کر لیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: اس پر تو یہ چیز ہے نہیں کوئی، یہ automatic ہو جاتا ہے۔ میرا Minister Sahib سے یہ سوال ہے، ہمارا بھائی ہے، ان کی بڑی عزت ہے، ہمارے colleague بھی ہیں۔ یہ جو سوال ہے 117 یہ ٹوٹل اس کی cost ہے 61 million, چھ کروڑ دس لاکھ اور یہ 24 & 23 Financial year میں complete ہونا تھا۔ آج نیا Financial year شروع ہو گیا ہے، اس کی date of start کیا تھی اور date of completion کیا ہے اس کے جو 6 contractors ہیں، مطلب یہ کہ یہ اتنا کام بھی نہیں کر سکتے کہ ایک سال میں چھ کروڑ کا کام، 6 contractors مل کر کر سکیں تو باقی ملک میں کون سی development ہوں گے۔

اچھا چیئرمین صاحب! میں ایک آدھا منٹ آپ کا اور لوں گا، بہت ہی اہم issue تھا اس ہاؤس کا۔ دیکھیں ہم یہاں بیٹھے ہیں صوبوں کے کافی معاملات ہوتے ہیں، پرسوں پولیو ٹیم، آپ کو پتہ ہے وہ تصاویر آپ نے دیکھی ہوں گی، کہ وہ بارش کے پانی میں گاؤں تک جا کر بچوں کو پولیو کے قطرے پلا رہے ہیں۔ پرسوں جیکب آباد، سندھ میں ایک واقعہ ہوا ہے گاؤں اللہ بخش جرکانی میں، ایک لیڈی پولیو ورکر کو اس گاؤں کے لوگوں نے اغواء کیا، پھر اس کا ریپ کیا گیا۔ کل پورا دن یہاں کوشش رہی کہ ایک منٹ مل جائے کہ ہم اس اپنی بہن کے لیے یہاں پر آواز اٹھا سکیں۔ ہمیں وقت نہیں ملا، اس House میں ہم سب صوبوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے ,ladies اپنی ماؤں بہنوں کا کوئی درد یا فریاد یہاں پر نہیں کر سکتے تو کہاں کر سکتے ہیں۔ ہمیں kindly اتنی مہربانی کیا کریں کہ ایک آدھا منٹ، کوئی واقعہ کسی علاقے میں ہوتا ہے تو اس کو آپ اگر Human Rights Committee میں بھی اس کو بھیجیں اس concerned DCO and SP کو بلائیں کہ اگر یہ حالات ہوں گے، پولیو ابھی ویسے بھی بڑھتی جا رہی ہے، پولیو کے cases ابھی اسلام آباد

میں بھی highlight ہوئے ہیں۔ آپ بڑے ہیں، آپ اس House کے custodian ہیں، ابھی یہاں کرسی صدارت پر بیٹھے ہیں الحمدللہ تو کم از کم یہ instruction جاری کریں concerned لوگوں کو بلائیں اس case کا Agenda Interior میں آتا نہیں، تو آپ kindly اس کو Human Rights Committee کو بھیجیں تاکہ اس بچی کی کوئی نہ کوئی داد فریاد ہو سکے، ان کے DC, SP, DIG and Commissioner کو بلائیں کہ وہ ان ٹیموں کی حفاظت کیوں نہیں کرسکے۔ باقی میرا سادہ سا سوال ہے کہ 6 contractors ایک سال میں، Financial year ختم ہو گیا، کام کیوں نہیں مکمل ہوا، date of completion and date of start کیا ہے اس کی؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی Minister Sahib, مصدق ملک صاحب۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جناب! جو سوال پوچھا گیا تھا، اس project کی exact dates میرے پاس نہیں ہے۔ یہ 24& 23 ایک سال کا project ہے۔ یہ سال 24 چل رہا ہے، اس میں یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ میں نے وہ warranty کے حوالے سے درخواست کی ہے کہ میں exact اس کی commissioning کی date لے کر guarantee سینیٹر صاحب کو کر دوں گا، مگر یہ 24 & 23 کا project ہے جو 24 & 23 میں ختم ہو گیا۔ آج میں آپ کے سامنے Floor پر کھڑا ہوں اور میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ ایک سال کا project تھا، یہ ایک سال میں ختم ہو چکا ہے۔ یہ پائپ لائن بچھ چکی ہیں۔ اگر آپ کو exact date چاہیے تو میں معلومات اکٹھی کرکے آپ کے پاس submit کر دوں گا۔

مگر ایسا تو نہیں ہے کہ یہ 2019 کا project ہے، یہ 2022 کا یا 2007 کا project ہے جو ابھی مکمل ہو رہا ہے۔ اگر 2023 میں ایک project approve ہوا ہے، ایک 2023 scheme میں approve ہوئی ہے rehabilitation کی اور 2024 میں ایک سال کا وقت دیا گیا اور 2024 میں آپ مجھ سے سوال پوچھ رہے ہیں میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ وہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ تو یہ تو وقت پر ختم ہو گیا۔ ہو سکتا ہے اس میں ایک آدھ مہینے کا delay ہوا ہو، مگر اس سے زیادہ تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابھی Fiscal Year شروع ہوا

ہے۔ میرا خیال ہے کہ سینیٹر صاحب جو سوال پوچھ رہے ہیں، میں ضرور اس کی information لے لوں گا لیکن بظاہر ایسا نظر آتا ہے ہمارے پاس تو بہت سے projects آتے ہیں جو چھ چھ سال پرانے ہیں اور ابھی تک چل رہے ہیں مگر یہ projects تو ان میں سے نہیں ہے، 24 & 23 کا project ہے and I am telling you کہ یہ 24 میں مکمل ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 119 سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب، نہیں ہیں؟ جواب ایوان میں پیش کیا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

*Question No. 119 **Senator Zeeshan Khanzada:** Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state the steps taken /being taken by the Government to attract international companies to invest in exploration of gas in the country?

**Senator Musadik Masood Malik:** Ministry of Energy (Petroleum Division) is keenly interested to encourage foreign investment with the objective to accelerate exploration activities to maximize indigenous production of oil and gas. Various initiatives have been taken /being taken to attract international oil and gas companies. Details are as under:

**Policy Amendments/Incentives:**

i. Amendments have been made recently to allow better incentives.

   a. Existing Licence/Lease holders may opt policy 2012 price incentives through conversion for new exploratory efforts.

   b. Zone — IF was created to provide better incentives due to high risk. These incentives can now be availed by existing

licence holders for new exploratory efforts.

c. Lease term for E&P companies shall stand valid till the end of commerciality. Corresponding changes in Rules, 2013 have also been approved.

Onshore Initiatives:

i. Five bidding rounds conducted in last four years.

ii. 33 blocks awarded to E&P companies, wherein, international E&P companies have presence in seven blocks either as operator or as JV partner.

Offshore Initiatives:

i. Offshore bidding rounds for 24 blocks is being finalized.

ii. Conducted fiscal benchmarking study, which is under review.

iii. Acquired around 13,000 L.Km. 2D seismic data.

Basin Study

i. A comprehensive high resolution Basin Study for hydrocarbon potential is Underway which

will open new avenues for future E&P activities in the country.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 120، سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب، ?absent جواب ایوان میں پیش کیا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

*Question No. 120 **Senator Zeeshan Khanzada:** Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state the average cost of gas production in each province at present?

**Senator Musadik Masood Malik:** There are venging costs for each well and each company, .depending on the zone & terrain geological situation.

Province wise average cost of Gas & Oil Production is tabulated below;

| PROVINCE | OPEX/BOE IN USD |
|---|---|
| SINDH | 7.12 |
| PUNJAB | 10.75 |
| KHYBER PAKHTUNKHWA | 4.55 |
| BALOCHISTAN | 11.74 |

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر ,121 سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب، ?absent جواب ایوان میں پیش کیا گیا تصور کیا جاتا ہے۔

*Question No. 121 **Senator Zeeshan Khanzada:** Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state:-

(a) the measures taken / being taken by the Government to deal with the shortage of gas in the upcoming winter season;

(b) the details of LNG imports for the upcoming winter season with price per unit cost and the proposed consumer price mechanism; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government to provide subsidy and relief to the life line consumers, if so, the details thereof?

**Senator Musadik Masood Malik:** (a) During winters the demand of gas increases on account of gas use for space and water heating. Despite shortages of natural gas, Sui Companies are managing adequate gas supply during cooking hours.

Further, the Government has taken several mitigation measures to arrest the growth in demand as well as to improve supplies which include placing orders for maximum RLNG during the winter months to cater the demand of different sectors; offering of LPG cylinders by Sui Companies to their consumers and running median campaign for conservation of energy.

(b) At present, M/s Pakistan State Oil (PSO) is importing nine (9) LNG cargoes per month from Qatar, whereas, Pakistan LNG Limited (PLL) is importing one (1) cargo per month from M/s Eni.

As a reference, if one barrel of crude is $100 then price of LNG would be $11.78 and $12.14/MMBtu for PSO and PLL, respectively. Maximum numbers of cargoes have been booked in winter months i.e. 11 to 12, during December and January to meet demand.

Since LNG is diverted to residential consumers in Winters, therefore, recovery is made at notified natural gas price and differential is recovered as diversion cost from various consumer categories other than domestic.

(c) Around 60% of gas consumers fall in protected category introduced by the Government. The vulnerable segment is protected and burden of their cross subsidy is picked by industry and other consumers while ensuring that there is no addition in the circular debt.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سوال نمبر 122، سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب چیئرمین ! ایک وزیر صاحب نہیں ہیں، انہوں نے defer کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب نہیں ہیں، آپ کو بتایا تھا کہ Minister for Power بیمار ہیں۔

*Question No. 122 **Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur:** Will the Minister for Energy (Petroleum Division) be pleased to state whether it is fact that an annual subsidy of Rs. 17 Billion on gas pricing is provided to fertilizer producers in producers in the country, if so, the details and reasons thereof?

**Senator Musadik Masood Malik:** There are ten (10) fertilizer plants in the country and gas prices are different for these plants. However, there is no subsidy involved in indigenous gas supplies to these plants. Two plants are operating on subsidized LNG and the differential is being cross subsidized for recovery from RLNG consumes.

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: جناب والا! اجازت ہے تو میں بات کروں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ، سپلیمنٹری؟

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: اس سوال کا جواب ہمارے لیے بہت معزز ہے۔ مصدق مسعود ملک کو ہم welcome کہتے ہیں، یہ 20 minutes late ہوئے ہیں مگر آ تو گئے ہیں۔ میں ان سے ایک تو یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہم ان کو کمیٹی میں بھی request کرتے ہیں، مصدق ملک صاحب تو بہت مصروف ہوتے ہیں ان کا سیکریٹری تک بھی کمیٹی کی meeting میں نہیں آتا، یہ ہمارے سینیٹرز کے حالات ہیں؟ اس پر ہم ان کے خلاف کوئی privilege بھی move نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ تو ہمارے اپنے لوگ ہیں۔

جناب والا! جو سوال میں نے پوچھا ہے اس کا جواب تو مجھے نہیں ملا۔ میں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ کیا energy, petroleum Division کچھ factories کو 17 ارب روپے کی subsidy دیتی ہے جو یوریا بناتی ہیں اور کہنے کو تو وہ farmers کے لیے subsidy ہوتی ہے لیکن اصل میں تو ان factory owners کو وہ subsidy جاتی ہے جو کہ ان factories کے مالکان ہیں۔ انہوں نے جواب میں نہ تو factories کے نام بتائے ہیں، انہوں نے تو کوئی گول مول سا جواب دیا ہے کہ there are ten fertilizer plants in the country and gas prices are different for these plants. However, there is no subsidy involved in indigenous gas supplies to these plants. مطلب یہ ہمیں گھما کر گھوما ہوا جواب دے رہے ہیں۔ Two plants are operating on subsidised LNG and the differential is being cross subsidized for recovery from indigenous RLNG consumes. یعنی ایک تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کو gas supplies دے رہے ہیں یعنی پاکستان کی جو سستی گیس نہیں ہے وہ آپ ان کو دے رہے ہیں جو perpetually domestic consumers کو نہیں دے رہے۔ میرے اپنے گھر میں گیس نہیں لگی ہوئی، میں cylinder سے گیس استعمال کرتی ہوں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان والی گیس دے رہے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے کہ ہم ان کو subsidy دے رہے ہیں اور

اس کے بعد فرمارہے ہیں کہ subsidized LNG کا جو differential ہے وہ غریب عوام سے لے رہے ہیں، domestic consumers سے لے رہے ہیں۔ یہ کس قسم کی حکومت ہے، مصدق صاحب آپ کے ہوتے ہوئے، ہم آپ کو بڑا honour کرتے ہیں، بہت respect کرتے ہیں لیکن یہ کیا ہے؟ یہ پاکستان کے عوام کے ساتھ کیا مذاق ہے؟ ہمیں ان دس فیکٹریوں کی list دیں جن کو آپ یہ subsidy دیتے ہیں، ہمیں ان کے نام بتائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب مصدق ملک صاحب وفاقی وزیر برائے پٹرولیم۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جناب والا! ایک تو آپ نے جس محبت سے privilege raise کیا ہے، میں اس privilege کے لیے اسی محبت سے حاضر ہوں۔ اگر آپ اس privilege کے لیے بھی motion کرنا چاہیں تو مجھے کوئی بھی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے تو آپ سے پہلے ہی کہا کہ ایوان نے سوالات defer کیے۔ میں تو ان سب سوالات کی مطابقت سے موجود تھا لیکن جب ایوان نے فیصلہ کیا کہ ان سوالات کو defer کیا جائے، اگر مجھے یہ پہلے notify کر دیا جاتا کہ پہلے والے جو سوالات ہیں وہ defer ہو رہے ہیں تو میں پانچ سے دس منٹ پہلے بھی حاضر ہو جاتا۔ میں تو یہاں پر hall کا دروازہ کھول کر پھر واپس گیا ہوں۔

دوسری بات۔ دیکھیں کتنی جاہ و جلال سے محبت بھی ہے اور جاہ و جلال بھی ہے، وہ دکھایا گیا۔ خانزادہ صاحب میرے بڑے قریبی دوست ہیں۔ جب آپ سوالات پوچھتے ہیں تو ہم ساری رات بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔ جب ہم یہاں پر جواب دینے کے لیے آتے ہیں تو معزز اراکین یہاں پر موجود نہیں ہوتے۔ میں اسی طرح کی کوئی تلخ بات تو کر سکتا تھا کہ ہم سے آپ نے کام کیوں کروایا، اگر سوال کی نوعیت اتنی اہم نہیں تھی کہ آپ کو جواب چاہیے تھا لیکن مجھے معلوم ہے اور خانزادہ صاحب میرے دوست بھی ہیں، مہربان بھی ہیں ان کی ضرور کوئی مجبوری ہو گی ورنہ وہ ایوان میں ہر وقت موجود ہوتے ہیں لیکن جناب والا! میں ہلکی زبان میں یہ اس وجہ سے highlight کر رہا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں بعض مرتبہ دیر سویر ہو جاتی ہے۔ اتنا جاہ و جلال؟ اس میں تھوڑی سی کمی ہو جائے تو پھر طبیعت بوجھل نہیں ہوتی۔

(مداخلت)

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جی میڈم! میں حاضر ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جیسے آپ کہیں۔ میں تو پوری کوشش کرتا ہوں کہ کمیٹی کی meetings میں ذاتی طور پر جاؤں، بعض اوقات میں نہیں جا پاتا اور میں سیکریٹری صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ کمیٹی کی meetings میں آیا کریں۔ ویسے میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جب میری meetings ہو رہی ہوتی ہیں تو زیادہ تر میں خود ہی جاتا ہوں، جتنے بھی سوالات ہوں وہ میرے colleagues ہیں۔ جب وہ سوالات پوچھتے ہیں تو مجھ پر مقرر ہے کہ میں ان سوالات کا جواب دوں۔ اگر ایسی کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو میں آئندہ کوشش کروں گا اور اگر میں نہ ہوا تو میں سیکریٹری صاحب کو بھی کہوں گا کہ وہ تشریف لایا کریں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے وہ سو فیصد ٹھیک ہے۔ دوبارہ یہ عجیب سی بات لگتی ہے اگر میں کہوں کہ پچھلی حکومت جس میں آپ بھی تھیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مصدق ملک صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے سوال کیا ہے آپ جواب سن لیں۔

سینیٹر مصدق مسعود ملک: میں تو سمجھتا ہوں یہ بات مناسب نہیں ہے۔ آپ جو بات کر رہی ہیں وہ صحیح ہے تو اگر پچھلی حکومت میں بھی ہو رہی تھی تو تب بھی یہی نکتہ اعتراض تھا، غالباً ہم وہاں بیٹھ کر اٹھاتے ہوں گے لیکن بات تو ٹھیک ہے۔ بات پر بات کرتے ہیں بجائے اس کے یہ کہیں کہ آپ کی حکومت یہ کر رہی تھی، اس نے اتنی subsidy دی، ہم نے اتنی subsidy دی وہ تو

مناسب نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے دو تین باتیں کیں۔ پہلی بات یہ کہ کیا تمام fertilizer companies کو ایک قیمت پر گیس ملتی ہے؟ بالکل نہیں ملتی۔ ان کے differences کتنے ہیں؟ جب پچھلی حکومت تھی اس میں تو 170 روپے پر بھی ایک کمپنی کو گیس دیتے رہے ہیں، وہ کمپنی ENGRO تھی کیوں کہ آپ نام پوچھ رہی ہیں، 170 روپے کی گیس دیتے رہے ہیں اور اس سے پہلے 134 روپے کی بھی دیتے رہے ہیں، ہمارے دور میں بھی دیتے رہے ہیں صرف آپ کے دور میں نہیں دیتے رہے، آپ یہ غلط مت سمجھیں میں یہ ایک general بات بتا رہا ہوں۔ ایک کمپنی کو ہم 170 روپے کی گیس دیتے ہیں باقی majority companies کو 580 روپے کی دیتے ہیں، سب سے زیادہ 1597 روپے کی دیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر مصدق مسعود ملک: جی میں بتاتا ہوں۔ ساری کمپنیاں market میں وہی fertilizer بیچتی ہیں اور ساری کمپنیاں ایک ہی قیمت پر بیچتی ہیں کوئی بھی فرق نہیں ہوتا، 500 روپے والی کمپنی بھی اسی قیمت پر fertilizer بیچتی ہیں اور 1500 روپے والی کمپنی بھی اسی قیمت پر fertilizer بیچتی ہے۔ سب profitable ہیں اور ساروں کی profitability publically traded ہے کیوں کہ یہ listed exchange میں companies ہیں۔ یہ پیسے کہاں جاتے ہیں؟ 500 and 1500 کا فرق کہاں جاتا ہے؟ یہ سارا ان کی balance sheet میں جاتا ہے۔ کیوں کہ اگر یہ تمام companies profitable ہیں تو پھر سوال یہ اٹھتا ہے، جیسے آپ نے سوال اٹھایا کہ ان کو مختلف prices پر کیوں دی جارہی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب discovery ہوتی ہے تو ہر well کی discovery کے وقت، اس کی ایک قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔ یعنی جو ہمارے پرانے گیس کے wells ہیں، جو 1980,1970 میں دریافت ہوئے تھے، ان کی قیمت 500 والی یعنی سستی قیمت ہے۔ اس کے بعد 2012 میں ایک policy لائی گئی کہ آج کے بعد جو بھی نئی discovery ہوگی اس کو اس discovery کے چھ ڈالر ملیں گے تو ان wells کی قیمت چھ ڈالر ہے۔ اب جب پہلی دریافت ہوئی، سارے کارخانے پرانے contract کے تحت اس پر fertilizer plant لگا گئے

کہ اس wellکی گیس کی قیمت یہ ہے اور یہاں پر یہ fertilizer plant or power plantلگے گا جس کو اس قیمت پر گیس ملے گی وہ بیس تیس سالوں کاcontractہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب نئی policyآتی ہے تو نئے wells, جن میں سے گیس نکلتی ہے وہwells چھ ڈالر کے ہیں۔ وہاں پر جو contractہوتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کو گیس چھ ڈالر کی ملے گی۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس پر کوئی mechanism, آپ کی کمیٹی میں اور میں ویسے بھی چاہوں گا کہ ہم سب کوئی cost equalization کا framework تجویز کریں کیوں کہ یہ قوانین ہم نے بنائے ہیں اور یہ policies بھی ہم نے بنائی ہیں تو ہم ہی پر مقرر ہے کہ ہم ایک cost equalization کا formula بنائیں تاکہ جتنی بھی fertilizerکی کمپنیاں ہیں وہ زیادہ profitکریں جوproductiveزیادہ ہے۔ وہ زیادہprofitکریں جوefficientزیادہ ہیں۔ وہ زیادہprofitنہ کرے جس کو پرانے contractکے تحت سستی گیس مل رہی ہے۔ جناب! آپ کی وساطت سے ہم اس سلسلے میں ایک policy بنا رہے ہیں۔ وہpolicy میں لے آؤں گا مگر اس میں آپ کی راہ نمائی اور مدد، دونوں درکار ہوں گی کیونکہ جب آپ اس کو ہاتھ لگائیں گے تو بڑا pressureپڑے گا اور ہاتھ تھوڑے سے جلیں گے۔ تو میں اس وجہ سے یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہماریsupport کریں۔ میںspecificallyآپ کاجواب دے دوں، میں معافی چاہتا ہوں کہ

I am a little long winded. Please bear with me.

دوcompanies ہیں جن کو LNGدی جارہی ہے۔ باقی سب کے توwell head کےcontracts ہیں۔ اس وجہ سے ان پر کوئیsubsidy نہیں ہوتی اگرچہ جو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ عوام اور کسان کو فائدہ نہیں ہوتا بلکہ فائدہ کمپنی کو ہوتا ہے۔ مگر ان کے contracts بنے ہوئے ہیں اور آپ توان contracts کو سمجھتے ہیں۔

دو companies ہیں، ایکFatima Fertilizer اور دوسری ہے Agritech limited ان دونوں companies کو contracts کے تحت ہم LNG دیتے ہیں۔ جب ہم انہیں LNG دیتے ہیں اور LNGکے بھاؤ ہیں، یعنی ایک کو پندرہ سو روپے پر

دیتے ہیں، دوسرے کا پانچ سو روپے ہے اور LNG کی قیمت چھتیس سو روپے ہے، تو چھتیس سو روپے پر fertilizer نہیں بن سکتا۔

ہمیں بتایا جاتا ہے کہ خریف کی فصل اور فلاں فصل آرہی ہے اور اگر fertilizer نہیں ہوگا تو سب الٹ جائے گا، agricultural productivity ختم ہو جائے گی۔ تو فوری طور پر fertilizer پیدا کیا جائے۔ تو fertilizer کی قیمت کی جو gas ہے، وہ ہم انہیں LNG کی صورت میں دیتے ہیں اور سستی دیتے ہیں۔ اس میں نومبر سے جولائی تک total, جو آپ نے پوچھا تھا وہ تو ہم نے بتا دیا، وہ کوئی چالیس یا ترتالیس ارب روپے کی subsidy بنتی تھی، جو انہیں فراہم کی گئی ہے۔ یہ میں اپنے ذہن سے بول رہا ہوں تو میں معافی چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ اس میں تھوڑی correction ہو لیکن broadly میرے numbers زیادہ تر غلط نہیں ہوتے۔

اچھا تو پھر یہ subsidy جس کو آپ trans subsidised کہتے ہیں، برابر کیسے ہوتی ہے؟ اس پر ہم یہ کرتے ہیں کہ LNG کے جو باقی صارفین ہیں، یہ subsidy کی price کو برابر کرنے کے لیے، تاکہ circular debt کے اندر اضافہ نہ ہو اور ملک مزید circular debt تلے نہ دب جائے، تو اس فرق کو LNG کے دیگر صارفین کے اگلے چھ مہینے کی revenue requirement میں ڈال کر آہستہ آہستہ recover کیا جاتا ہے۔

یہ mechanism ہے جی۔ میں خود بھی اس سے کافی خائف ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہم اس سوال کو drop نہ کریں۔ اس کو ٹھیک کرنے کے لیے میں ایک mechanism تجویز کر رہا ہوں۔ جی، میں وہ mechanism تجویز کر کے آپ کے سامنے لا رہا ہوں۔ We are in the final stages of creating that mechanism لیکن اس میں کچھ قانونی پیچیدگیاں ہیں۔ میں نے جیسے آپ کو بتایا کہ مختلف contracts ہیں اور مختلف وقت میں contracts آئے ہیں۔ تو ہمیں اس میں آپ کی بہت support کی ضرورت ہوگی کیونکہ جب ہم اس میں تھوڑی ضروری amendments کریں گے تو ایک level playing field آجائے گی۔ اس طرح ہر ایک

کو یکساں قیمت پر gas ملے گی اور fertilizer کی یکساں قیمت ہو گی۔ اس طرح ہم اور آپ جو فائدہ دینا چاہیں گے وہ صرف کسان تک پہنچے گا اور کسی کمپنی کو نہیں جائے گا۔

توآپ کا سوال بڑا بر وقت ہے، بڑا specific ہے اور یہ اس کا جواب ہے اور ہم اس کو ٹھیک کرنے کے لیے ایک mechanism بہت جلد ان شاء اللہ آپ کے سامنے floor پر لے کر آئیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: آپ نے ایک دفعہ تو کیا ہے۔ اب دس دس دفعہ تو نہ کریں۔ جناب! بار بار آپ۔۔۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: میں مصدق ملک صاحب کی بات کو بہت welcome کرتی ہوں لیکن اس پر میں یہاں دو شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

یہ پاکستان نہ تیرا ہے نہ میرا

اسے کچھ بدخِصالوں نے گھیرا ہے

گھرانے چند اس پر مسلط ہیں

یہاں پر۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: میں آپ کو اپنا ضمنی سوال بتاتی ہوں۔ نہیں جناب۔ یہاں پر معتبر ہے لٹیرا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے کہا تھا کہ ضمنی سوال ہے لیکن آپ نے شعر و شاعری شروع کر دی۔ جی دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: جی بہت شکریہ۔ میرا منسٹر صاحب سے ایک سوال ہے کہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں آپ کو ابھی موقع دوں گا۔

سینیٹر دنیش کمار: Sisterآپ ابھی بیٹھیں تو سہی۔

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: پھر ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ جناب! ہم بھی اب ایسا ہی کریں گے۔ یہ ناجائز بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر زرقا صاحبہ، پلیز آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر دنیش کمار: یہ بہت ناجائز ہے۔آپ اس طرح سے dictate نہ کریں۔ پلیز، میں بھی اس ایوان کا ایک ممبر ہوں۔ دیکھیں آپ rules and regulations کو اس طرح پامال نہ کریں۔ میں بیٹھ گیا تھا تو آپ نے شعر و شاعری کرنا شروع کر دی۔اس طرح سے تو نہیں چلے گا۔ یہ جگہ شعر و شاعری کے لیے نہیں ہے، ہم یہاں سوال کر رہے ہیں۔ کوئی productive سوال کریں۔ یا تو آپ کوئی سوال کرتیں یا شعر سناتیں۔ یہ ناجائز بات ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میں یہ نہیں چھوڑوں گا، میں اب کروں گا۔ ڈاکٹر صاحبہ،آپ میرا blood pressure نہ بڑھائیں۔ آپ بیٹھیں، پلیز۔ آپ بیٹھیں۔ میں بول رہا ہوں کہ آپ بیٹھ جائیں۔ بیٹھیں۔ بیٹھیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: جی آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر دنیش کمار: یہ شعر و شاعری سنا رہی ہیں اور مجھے کہہ رہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ دیکھیں، عجیب بات ہے۔ سوال تو کرنے دیں۔ محترم میں نے آپ کو respect دی تو آپ نے شعر و شاعری شروع کر دی۔

**(مداخلت)**

سینیٹر دنیش کمار: میری باری تھی۔ Leader of the Opposition آپ ہمیشہ ان کی side لیتے ہیں، ابھی میری باری ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: نہیں، ابھی باری دنیش کمار صاحب کی ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر دنیش کمار: عجیب بات ہے۔ آپ اپنے ممبر کو بھی تو دبائیں۔ سارا دن آپ ہمیں کہتے رہتے ہیں۔ دیکھیں جناب، اس طرح سے نہیں ہوتا۔ اس طرح سے نہیں ہوتا ہے۔ یہ خاتون بھی تو بات سنے۔

**(مداخلت)**

سینیٹر دنیش کمار: جناب، پھر آپ ہمیں چھوڑ دیں تو ہم چلے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ زرقا صاحبہ میں نے آپ کو mic دیا تھا۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! اگر اس ایوان کو ایسے highjack کرنا ہے تو پھر ہم جائیں۔ پتا نہیں کیوں آپ اس seat پر بیٹھ کر، میں تو حیران ہوں۔ یہ میرے لیے بھی محترم ہیں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ میری باری بار بار لے جائیں۔ اس طرح سے میں نہیں ہونے دوں گا۔ میں یہ ایوان نہیں چلنے دوں گا۔ جناب! میں بھی نہیں ہونے دوں گا۔ میری باری ہے تو مجھے کیوں نہیں موقع دیا۔

**(مداخلت)**

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ آپ بیٹھ جائیں۔ میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔ اس کے بعد آپ کو دوں گا۔

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: آپ نے انوشہ رحمان صاحبہ کو چار سوال کرنے کی اجازت دی اور آپ مجھے دو سوال پوچھنے کی اجازت نہیں دے رہے کیونکہ میں کمزور ہوں۔ میں کمزور پارٹی سے تعلق رکھتی ہوں۔ جناب! ایسا نہیں چلے گا۔ یہ نہیں چلے گا۔ آپ کو ہمیں بھی چار سوال کرنے کا موقع دینا ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سوال نہیں کر رہی تھیں بلکہ شعر وشاعری کر رہی تھیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور: .This is very bad میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں۔ آپ میرے لیے عزت کے قابل ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں دنیش صاحب، آپ بیٹھ جائیں۔ دنیش صاحب، میں آپ کو دوبارہ موقع دوں گا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دنیش صاحب، آپ بیٹھ جائیں۔ آپ Leader of the Opposition ہیں، جی شبلی فراز صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ آپ بھی بیٹھ جائیں، دنیش صاحب آپ بھی بیٹھ جائیں، ثمینہ ممتاز صاحبہ آپ بھی بیٹھ جائیں۔ ان کو ذرا بیٹھنے تو دیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں آپ لوگ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے۔ اس سے متعلق تمام سوالات کو کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے۔آپ تمام لوگ بیٹھ جائیں۔ان تمام سوالات کو کمیٹی کو refer کر دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دنیش صاحب، میں منظور صاحب کو mic دے رہا ہوں۔ دنیش صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ڈاکٹر صاحبہ پلیز۔

سینیٹر منظور احمد: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سارے سوالات کمیٹی کو refer ہو چکے ہیں۔ ابھی آپ تمام لوگ تشریف رکھیں۔ اب سوالات refer ہو چکے ہیں تو دوبارہ اس پر بات نہیں ہو گی۔ جی سینیٹر منظور صاحب۔

## Point of Order raised by Senator Manzoor Ahmed regarding the decorum of the House

سینیٹر منظور احمد: بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ حد اور برداشت کی باتیں کر رہی ہیں۔ یہ ہمیں برداشت سکھا رہی ہیں، پہلے خود تو برداشت کرنا سیکھیں۔ میں جب آیا تو میں نے شبلی صاحب کے کہنے پر دنیش کمار کو بٹھا دیا لیکن انہوں نے دوبارہ ایسی بات کی اور وہ پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں دوبارہ یہ بات کر رہا ہوں کہ یہاں پر جتنے معزز لوگ ہیں اور جتنی پارٹیاں ہیں، وہ تمام محترم ہیں۔ کوئی کسی سے بالاتر نہیں ہے، اگر یہاں پر عزت ہو گی تو سب کی عزت ہو گی۔ ہم یہاں پر legislation کے لیے آتے ہیں، عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے آتے ہیں لیکن یہاں پر کوئی نہیں چاہتا کہ عوام کے مسائل حل ہوں۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا تو پتا نہیں ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں اور ہم کیا message دے رہے ہیں۔ جناب! ہم بار بار یہ بات کر رہے ہیں۔ ہم بھی

باتیں کر سکتے ہیں اور ہمارے منہ میں بھی زبان ہے لیکن ہم اس معاشرے میں کچھ روایات بھی رکھتے ہیں، ہم جہاں پر رہتے ہیں۔ ہم سیاسی لوگ ہیں اور ہمیں جمہوری اور سیاسی عمل سے سب مسائل کو حل کرنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف باتیں کریں، ایک دوسرے کو طعنے دیتے رہیں۔ اس طرح بات آگے کیسے بڑھے گی،اس سے ایوان کی بے توقیری ہو گی اور کچھ بھی نہیں ہوگا۔

جناب! ہمیں عوام دیکھ رہے ہیں، وہ ہم سے اور کیا امید رکھیں گے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنا چاہیے اور ہمیں ایک دوسرے کو سننا چاہیے۔ اس ایوان کے تقدس کو پامال نہیں کرنا چاہیے، اگر ہم اس ایوان کو عزت دیں گے تب ہی باہر کے لوگ بھی ایوان کو عزت دیں گے۔ ہماری بہن ہیں اور ہم ان سے request کرتے ہیں کہ جب آپ اچھے الفاظ کا چناؤ کریں گی تو آپ کے لیے بھی اچھے الفاظ استعمال ہوں گے۔ آپ کسی کے لیڈر کو اچھا کہیں گے تو آپ کے لیڈر کو بھی اچھا کہا جائے گا۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کے لیڈر کو برا بھلا کہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ موقع دیں گے، آپ چار لوگ کھڑے ہیں، میں کس کس کو موقع دوں۔ آپ سب بیٹھ جائیں تو میں آپ کو موقع دوں گا۔ سینیٹر دنیش کمار صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ جی سینیٹر ثمینہ ممتاز صاحبہ۔

**Senator Samina Mumtaz Zehri**

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: ایک second خاموش ہو جائیں۔ May I have silence? آپ please instructions نہ دیں کہ میں نے کیا کہنا ہے، میں خود بات کروں گی۔ آپ please مجھے guide نہ کریں، میں بہت اچھے طریقے سے بات کروں گی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ! آج آپ نے عجیب ماحول بنایا ہوا ہے۔ دیکھیں، میں پھر action لوں گا۔ اگر آپ تمام ایوان کے ساتھ، اپوزیشن اور حکومت دونوں کے ساتھ یہ رویہ

رکھیں گی تو پھر میں action لوں گا۔ آپ تشریف رکھیں، آپ بیٹھ جائیں، خاموش ہو جائیں۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ بات کر رہی ہیں۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: سب کو السلام علیکم۔ جناب! ہمارے ایوان میں آج تک بہت زیادہ peace and quiet تھا۔ ہم شروع سے آج تک PTI کے ساتھ alliance میں رہے ہیں۔ Not saying, ہمیں جہاں پر کہا گیا، ہم ان کے ساتھ کھڑے رہے، ہم نے ہر کسی کی respect کی۔ جناب! کل یہاں پر تقاریر ہوئیں اور قائد حزب اختلاف اور سینیٹر سید علی ظفر صاحبان نے کہا کہ ہم بہت strong party ہیں۔ الحمدللہ، آپ strong party ہوں گے، ہم اس بات پر doubt نہیں کر رہے۔ یہاں پر یہ card کھیلا جا رہا ہے کہ we are a weak party. جناب! woman card, weak card ہم خواتین ہو کر یہ روئیں گی کہ خواتین کی عزت نہیں ہے یا ہماری عزت نہیں کی جا رہی یا ہم خواتین ہو کر یہ روئیں گی کہ خواتین کی عزت نہیں ہے۔ ہماری عزت نہیں کی جا رہی یا ہمیں target کیا جا رہا ہے تو ہم گھر جا کر بیٹھ جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ We need to fight our battle ourselves, it is number one. Number two is that یہ عزت کی بات کرتے ہیں۔ آپ کو عزت چاہیے تو آپ عزت دیں، پرسوں اس ایوان میں، میں بھی تو عورت تھی۔

جناب! میں نے ان سے request کی، مجھے الجھن ہوتی ہے جب کوئی میرے قریب کوئی چیخے، کوئی میرے سامنے کتاب پٹخے۔ جناب! میں اس بات کی پہلے دن سے خلاف ہوں کہ آپ کتاب کو پھاڑ کر آسمان کی طرف پھینکیں۔ آپ ایک پارٹی ہیں، آپ supposedly youth کو guide کر رہی ہیں اور آپ ہمارے عوام کو guide کر رہی ہیں۔ Yesterday, you were announcing war in the State, against the State, that is ridiculous. آپ یہاں پر کھڑے ہو کر کیسے یہ بات کر سکتے ہیں۔ جناب! پھر یہ کہتے ہیں کہ ہماری عزت کرو۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ پیچھے جائیں، صرف اتنا کہا کہ اپنی جگہ پر جا کر بات کریں اور مجھے کہا کہ shut up, you جاہل عورت، ایک مرتبہ نہیں، پانچ مرتبہ کہا۔

I just want to say this sir that Danesh Kumar or BAP party is not a weak party, we might be fewer in numbers but we are very strong, we are so strong that we make you and we break you so, think about that. Secondly, if you go against the State, you are going against the law, of all the world and if you do that.

اس دن ہماری بات کرتے ہیں، چلیں، انہوں نے مجھے جو کہا سو کیا۔ ان کی endorsement سے مجھے کچھ نہیں ہوتا۔ جناب! دو دن کی suspension تھی۔

It should be officially for working days, it should not be one day off and one day in the House. Sir, she should not be in the House right now. This is disrespect to me and my colleague Fesal Vawda. I do not endorse this, I will not stand for this when it is punishment, it should be given properly so that it can be made an example for the rest of us.

اس کے بعد میں نے صبر کا بہت مظاہرہ کیا، میں صبر والی نہیں ہوں، میں عزت پر بات نہیں آنے دیتی، چاہے وہ میرے لیے ہو یا میرے colleagues کے لیے ہو۔ میں ان کے لیے بھی تین سال کھڑی رہی، ان کی عزت پر بھی بات نہیں آنے دی۔ میں آج اپنے leaders یا اپنے لوگوں کے ساتھ یہ نہیں کر سکتی۔ اس دن مجھے shut up کہا گیا، میری بات بھی نہیں تھی، میں نے ان سے request کی کہ آپ پیچھے جائیں۔ جناب! یہ بات ہوتی ہے کہ عورت، عورت سے یہ بات کرتی ہے، آپ بھی عورت تھی جب عورت، عورت کی عزت نہیں کرے گی تو آدمی کہاں سے عزت کرے گا۔ جناب! عورتوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں، عورتوں کے حقوق کیسے ہوں گے۔ آپ لوگ یہاں پر دنیش بھائی سے بد تمیزی کرتے ہیں، وہ کسی سے بد تمیزی سے بات ہی نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا point آ گیا، آپ کا شکریہ۔ اس پر چیئرمین صاحب نے action بھی لیا ہے، بس ٹھیک ہے۔

Senator Samina Mumtaz Zehri: The action of the Chairman was for two working days of the Senate, it should be for the working days of the Senate.

یہ لوگ یہاں پر بد تمیزی کرکے endorsement لیتے ہیں، اپنی پارٹی کے heroes بنتے ہیں،
یہ بات نہیں ہے۔ I also want to send a message to the people of
Pakistan. یہ بد تمیزیاں endorse کرتے ہیں۔ ان کی leadership ان کو endorse
کرتی ہے۔ جناب ! یہ ایوان بالا ہے، یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ ہم ملک کو دکھاتے ہیں، ہمارے بچے
TV پر دیکھتے ہیں، ہمارے بچے کیا دیکھیں گے۔ جناب Leader of the Opposition میں
بات کر رہی ہوں۔ آپ please بیٹھ جائیں، جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو کوئی بات نہیں کرتا۔
آپ دوسروں کو بھی موقع دیں۔ میں اتنی ہی قابل احترام ہوں، آپ کی عزت مجھ سے تھوڑی زیادہ
ہو گی کیونکہ آپ کو آپ کی پارٹی نے appoint کیا ہے لیکن

sir, I am also Senator and I have taken it sitting down, and I have given you nothing but respect, all of you, I want a chance to speak and I am done. I am now going to take it. Right now, you speak about your rights, what about my rights. My rights are violated, my respect was violated.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا شکریہ۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: نہیں جناب۔ انہوں نے ابھی میرے colleague کے ساتھ
بد تمیزی کی، کیوں ہم لاوارث ہیں۔ ہم کھڑے ہوئے تو پتا چلے گا۔ BAP کو مت جگائیں کیونکہ ہم
نہیں چھوڑیں گے۔ جناب ! ہم بات بھی نہیں کرنے دیں گے، آپ بات کرکے دکھا دیں۔ ہم last
time ان کے against تھے تو ان میں سے کوئی بات کرکے دکھاتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا point آ گیا ہے۔

سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری: جناب! ہم آج بھی بات نہیں کرنے دیں گے، نہیں کرنے دیں گے۔ جناب! آپ کا question hour ہو جاتا ہے، آپ کے لوگ بحث کریں، وہ ٹھیک ہے۔ اگر ہم بحث کریں تو آپ question hour یاد آ جاتا ہے۔ نہیں، نہیں جناب!

working days…

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب business کو چلاتے ہیں۔ یہ بعد میں کریں گے، اس کے بعد میں نے آپ لوگوں کو فوراً وقت دینا ہے۔ آپ بیٹھیں گے تو میں ان کو mic دوں گا۔ جی سینیٹر فیصل واوڈا صاحب۔

**Senator M. Fesal Vawda**

سینیٹر ایم۔ فیصل واوڈا: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ آپ دیکھیں جو پرسوں ہوا، اس پر apology ہوتی۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری بات سنیں کہ میثاق سینیٹ اور ایوان ہوا تو اس حوالے سے اپنے الفاظ پر تھوڑا سا خیال کریں، آپ کو لازمی خیال کرنا پڑے گا۔

سینیٹر ایم۔ فیصل واوڈا: آپ دیکھیں کہ میں اپنے لئے بات نہیں کر رہا۔ میں اپنی colleague سینیٹر ثمینہ صاحبہ کے لئے بات کر رہا ہوں کیونکہ ان کی بے عزتی، ہماری بے عزتی ہے۔ کسی بھی سینیٹر کی بے عزتی، ہماری بے عزتی ہے۔ آپ نے اس پر action نہیں لیا تو ہم ابھی سینیٹ کا بائیکاٹ کریں گے.as simple as that ہم نے سینیٹر ثمینہ کو justice نہیں دیا تو پھر there is no point کل بھی ایک دوسرے کو گالیاں دیں گے۔ کل اگر سینیٹر سید شبلی فراز صاحب کے اوپر بات آئے گی تو ہم اسی طرح کھڑے ہوں گے۔ نیازی صاحب پر بات آئے گی تو ہم اسی طرح کھڑے ہوں گے۔ ظفر صاحب پر بات آئے گی تو ہم اسی طرح کھڑے ہوں گے۔ پی ٹی آئی کی کسی خاتون کے اوپر بات آئے گی تو ایسے ہی کھڑے ہوں گے۔ اسی طرح ان کے لیے آگے بڑھیں گے لیکن اگر آج آپ نے سینیٹر ثمینہ صاحبہ کے concerns کو address نہیں کیا کیونکہ وہ

logically and legally بات ٹھیک کر رہی ہیں کہ suspension دو دن کی تھی۔ میں اپنے لیے بات نہیں کر رہا۔ ٹھیک ہے خاتون ہے، آدمی در گزر کر دیتا ہے۔ اگر وہ کہتی ہے بھائی ہوں، تو وہ معافی مانگ لیتی، بہن ہے ہم دس مرتبہ معافی مانگ لیتے۔ اگر غلطی ہوتی ہے، معافی سے کوئی چھوٹا نہیں ہوتا لیکن اگر معافی نہیں مانگی جا رہی اور سینیٹر ثمینہ صاحبہ کی respect compromise ہوگی تو ہم سینیٹ کا بائیکاٹ کریں گے as everybody will walkout اب آپ کی چوائس ہے کہ یا تو ان کو کہیں کہ دو دن کی suspension پوری کریں یا apologise کریں پھر ہم بھی ان کو پہلے کی طرح اور respect دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا point آ گیا ہے۔

سینیٹر ایم۔ فیصل واوڈا: جناب! لیکن اس پر آپ نے ابھی action لینا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ جی، اگر آپ نے اس پر فیصلہ کرنا ہے تو پھر آپ آ جائیں۔ جی گزارش یہ ہے۔ ایک منٹ سینیٹر سید شبلی فراز صاحب۔ جی، سینیٹر ایم۔ فیصل واوڈا صاحب۔ آپ مہربانی فرما کر بیٹھیں تو میں بات کر لوں۔ کل جناب چیئرمین صاحب اجلاس کو چیئر کر رہے تھے تو دونوں طرف سے بڑے اچھے خیالات کا اظہار بھی ہوا اور دونوں طرف سے ایک بات پر understanding ہوئی کہ بڑے پیار اور محبت discipline سے rule کے مطابق ایک دوسرے کا نقطہ نظر سنتے ہوئے House of the Federation چلائیں گے۔ دوسری بات یہ کہ یقیناً سینیٹر ثمینہ صاحبہ کی بات ٹھیک ہے۔ مگر یہ بھی دیکھیں کہ ابھی جیسے ہی اجلاس شروع ہوا، یہ بولتے ہیں کہ وزیر صاحب نہیں ہیں۔ جب وزیر صاحب آ گئے تو اس وقت cross question ان کے سامنے شروع ہوا جو شعر و شاعری تھی۔

دیکھیں کل اس حوالے سے آپ سے understanding ہوئی تھی اور جو چیزیں سینیٹر ثمینہ ممتاز صاحبہ کی ہیں، وہ بھی جناب چیئرمین صاحب کے ساتھ بات چیت ہو گئی ہے۔ بات سنیں۔ ابھی وزیر صاحب نے Cabinet meeting میں جانا ہے اگر آپ لوگ خاص طور پر اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ وزیر صاحبان نہیں آتے جب آ جاتے ہیں تو آپ cross question

کرتے ہیں اور ایوان کو چلنے نہیں دیتے۔ یہ پانچ ،دس منٹ کا کام ہے۔ سینیٹر ایم فیصل واوڈا صاحب پانچ ،دس منٹ کے لیے وزیر صاحب جائیں گے اور پھر دو تین لوگوں کو لے کر پھر آئیں گے ان شاء اللہ۔ آپ میری بات سنیں آپ ہماری بہن ہیں، آپ ہمارے لئے انتہائی معزز ہیں، جی۔ اب ہم سوالات پر آتے ہیں۔ جی اگلا سوال نمبر 123۔

**Senator Syed Shibli Faraz**

سینیٹر سید شبلی فراز: ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں۔انہوں نے ایوان کو disturb کرنا ہے۔ یہ طے کرکے آئے تھے کہ آج ہم بات نہیں کرنے دیں گے۔ اگر ruling پر اس طرح سے discussion ہونے لگے اور اس کو question کیا جائے، تو یہ جو seat ہے میں چاہوں گا کہ گیلانی صاحب جو بھی ہیں، آپ اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اس قسم کا behaviour اس قسم کا طرز عمل جس میں کہ ایک خاتون جو کہ سوال کر رہی تھی، بات خاتون کی عزت کی جا رہی ہے۔ایک ہماری سینیٹر وہ اگر سوال پوچھ رہی تھی وزیر صاحب سے اس پر کیوں اتنا ڈرامہ رچایا گیا ہے؟ یہ ڈرامہ جو یہ لوگ رچا رہے ہیں، پاکستان کے عوام بھی دیکھ رہے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ یہ سب کچھ کیوں کیا جا رہا ہے۔ یہ کٹھ پتلیاں ہیں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، پرسنل بات نہ کریں۔

سینیٹر سید شبلی فراز: یہ صرف بات نہیں ہے۔سوال نہیں ہے۔ میری بات ختم نہیں ہوئی ہے۔ جناب! میرا یہ privilege ہے کہ میں بات کر سکوں۔آپ ایک طرف جو غیر متعلقہ سینیٹرز کو سوال کرنے دیتے ہیں۔آپ نے یہاں پر تقریریں سنیں۔آپ کو order restore کرنا چاہیے تھا۔آپ کو سوال کے لیے allow کرنا چاہیے تھا اور یہ جو سارا کچھ ہوا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہماری سینیٹر کے ساتھ، she has been wrong سینیٹر فلک ناز صاحبہ نے یہ باتیں کی بھی نہیں تھیں، اگر چاہیے آپ کو تو جس طرح سے قومی اسمبلی میں ہوتا ہے کہ آپ ایک کمیٹی بناتے you cannot be judge & executioner آپ نے اگر ایوان کو اس طرح سے چلانا ہے جس میں کہ آپ صرف majority کی باتیں دیکھیں اور آپ اصولوں کو اس ایوان کے جو قواعد و ضوابط ہیں اس پر عمل نہ کریں تو پھر یہ راج واڑہ بن جائے گا جو کہ تقریباً بن گیا ہے۔

دیکھیں ہمارے Chief Minister کے بارے میں ہر قسم کی زبان استعمال کی گئی، علی امین گنڈا پور صاحب کے بارے میں ہر طرح کی غیر اخلاقی باتیں کی گئیں تو اس وقت یہاں پر اس کو نہیں کیا جاتا تھا۔ ہمارے پاس یہ speeches کا record موجود ہے۔ ہمارے پاس record موجود ہے verbatim کا جو آپ کا ایوان کرتا ہے، جس میں ہر بات clearly لکھی ہوئی ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ یہ دیکھیں ابھی quorum کے پیچھے چھپیں گے۔ یہ اس قسم کی سچ کی بات پاکستان کے عوام کو نہیں سننا دینے چاہ رہے۔ یہ طے کر کے آئے تھے کہ ایوان کو اس طرح سے چلنا۔۔۔

**Pointing out of quorum**

(اس موقع پر سینیٹر دنیش کمار نے کورم کی نشان دہی کی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی میں counting کراؤں گا۔ میری جناب سینیٹر طاہر خلیل صاحب، سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب اور سینیٹر پونجو صاحب سے گزارش ہے کہ ایوان سے جو سینیٹرز صاحبان گئے ہیں، آپ لوگ چلے جائیں اور ان کو منا کر لائیں۔ سینیٹر محسن عزیز صاحب اور سینیٹر سید شبلی فراز صاحب آپ کا point آ گیا جی۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہم نے سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب اور سینیٹر طاہر خلیل صاحب سے گزارش کی تھی کہ جن لوگوں نے واک آؤٹ کیا ان کو واپس لائیں۔ کورم کی نشان دہی ہو چکی ہے۔ ایوان کورم میں نہیں ہے لہٰذا یہ اجلاس بروز ہفتہ، 14 ستمبر، 2024 شام چار بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

---------------

*[The House was then adjourned to meet again on Saturday, the September 14, 2024 at 4:00 pm]*

---------------